آثار عمرین پر ایک نظر

(۹)

جناب مولوی محمد اجمل اصلاحی ندوی صاحب استاذ ادب مدرستہ
الاصلاح سرائے میر اعظم گڈھ

(۳۹) حضرت غیلان بن سلمہ بنو ثقیف کے ایک صحابی ہیں جو شاعر بھی تھے۔ دورِ جاہلیت میں ان کے پاس دس بیویاں تھیں۔ جب اسلام لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ چار کا انتخاب کرلیں۔ اور بقیہ کو طلاق دیدیں۔ انھیں کا ایک واقعہ جو ان کی زندگی کے آخری حصہ سے متعلق ہے حدیث اور ادب کی کتابوں میں مذکور ہے۔ اس واقعہ کے بعض حصے کتاب البخلاء اور کتاب الحیوان میں منقول ہیں۔ ڈاکٹر خالدی صاحب نے دونوں کتابوں کی عبارتوں سے مجموعی طور پر واقعہ کی جو صورت اخذ کی ہے وہ یہ ہے۔

"غیلان بن سلمہ بن معتب نے اسلام قبول کیا تو راہ خدا میں اتنے آگے بڑھے کہ اپنی لونڈی غلام فی سبیل اللہ آزاد کردے اور اپنا سارا مال در کعبہ کے از سر نو بنانے دیا اس کی درستی وغیرہ) کے لئے صرف کردینا چاہا۔ عمرؓ نے غیلان سے کہا تم اپنا مال واپس لے لو اور دوسرے حقوق میں صرف کرو (کعبہ کی اصلاح و درستی بیت المال سے ہوسکتی ہے) ورنہ میں تمہاری قبر پر اس طرح پتھر برساؤں گا جس طرح ابو رغال کی قبر پر برسائے جاتے ہیں۔" (اکتوبر ص ۲۳۸)

ڈاکٹر صاحب نے اس واقعہ کی صورت گری میں چونکہ اپنی طرف سے رنگ بھرنے کی کوشش کی ہے اس وجہ سے اصل واقعہ کا رخ بالکل بدل گیا۔ غالباً کتاب البخلاء میں اس واقعہ کے سیاق سے ڈاکٹر صاحب کو دھوکہ لگا جہاں ابن توأم نے بخل کی حمایت میں اس سے غلط طور پر استدلال کیا ہے۔ جاحظ نے کتاب الحیوان میں جہاں یہ واقعہ نقل کیا ہے وہیں اس کے اجمال اور نقص کی جانب بھی اشارہ کردیا ہے۔ تفصیل معلوم کرنے کے لئے ڈاکٹر صاحب نے ابن سلام کی طبقات الشعراء کی طرف بھی رجوع کیا۔ جس میں اس واقعہ کا پس منظر واضح طور پر بیان ہوا ہے اور جسے پڑھنے کے بعد واقعہ کی اصل حقیقت کو سمجھنے میں کوئی دشواری باقی نہیں رہتی لیکن حیرت ہے کہ ڈاکٹر صاحب ابن سلام کی عام فہم عبارت کے سمجھنے میں بھی ناکام رہے اور آخر کار انھوں نے اس واقعہ کا خلاصہ یہ نکالا کہ "ہر مسلمان توسط اور اعتدال کی راہ اختیار کرے" (ص ۲۳۹)

گویا حضرت عمرؓ کی دھمکی کا سبب صرف اتنا تھا کہ غیلان بن سلمہ نے اعتدال سے کام لینے کی بجائے اپنا سارا مال فی سبیل اللہ خرچ کردیا تھا۔ حالانکہ صورت واقعہ کچھ اور ہی ہے۔ آئیے پہلے کتاب الحیوان کے الفاظ پر غور کریں[1]

قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ	جب غیلان بن سلمہ نے اپنے غلام کو آزاد
لغیلان بن سلمة حین اعتق عبدہ	اور اپنے مال کو کعبہ پر وقف کردیا تو حضرت
وجعل مالہ فی رتاج[2] الکعبة: لئن	عمرؓ نے فرمایا: اگر تم نے اپنا مال واپس نہ لیا
لم ترجع فی مالک ثم مت لارجمن	اور اسی حال میں مرگئے تو تمہاری قبر کو اسی
قبرک کما رجم قبر ابی رغال	طرح رجم کروں گا جیسے ابو رغال کی قبر رجم کی گئی

[1] کتاب الحیوان ج ۶ ص ۴۸ [2] رتاج کے معنی دروازہ کے ہیں۔ مگر یہاں "رتاج الکعبہ" سے مراد مطلق کعبہ ہے دیکھئے لسان العرب (رتج) و نہایۃ ابن الاثیر ج ۲ ص ۲۴

کتاب الحیوان کے بعد ابن سلام کے الفاظ ملاحظہ ہوں

وکان قسم ماله کله بین ولده وطلق نساءه فقال له عمر إن الشیطان قد نفث فی روحك انك میت ولا اراه الاکذ لك لترجعن فی مالك ولترجعن نساءك او لآمرن بقبرك ان یرجم کما یرجم قبر ابی رغال ففعل (۱)

حضرت غیلان نے اپنا سارا مال اپنے بیٹوں میں تقسیم کردیا تھا اور بیویوں کو طلاق دیدی تھی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: شیطان نے تمہارے دل میں یہ بات ڈال دی ہے۔ کہ تم جلد ہی مرنے والے ہو۔ اور میرا بھی یہی خیال ہے۔ اپنے مال کو واپس لو اور بیویوں سے رجوع کرو ورنہ ابو رغال کی قبر کی طرح تمہاری قبر کو بھی رجم کرنے کا حکم دوں گا۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔

کنز العمال میں یہی روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ان لفظوں میں منقول ہے:۔

فلما کان زمان عمر طلق نساءه وقسم ماله بین بنیه فلقیه فقال انی اظن الشیطان فیما یسترق السمع سمع بموتك فقذفه فی نفسك ولعلك ان لا تمکث الا قلیلا، وأیم الله لترجعن نساءك ولترجعن فی مالك او لاورثهن منك اذا مت ثم لآمرن بقبرك فیرجم کما یرجم قبر ابی رغال، قال نافع فما مکث الا سبعاً حتی مات (ع کر)(۲)

حضرت عمرؓ کے زمانے میں غیلان نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی اور اپنا مال بیٹوں میں تقسیم کردیا حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ شیطان کو کہیں سے تمہاری موت کی خبر لگ گئی ہے اور اس نے تمہارے دل میں ڈال دی ہے شاید تم کچھ ہی دنوں زندہ رہ سکو۔ خدا کی قسم تم اپنی بیویوں سے رجوع کرو اپنا مال واپس لو ورنہ تم مرجاؤ گے تو میں انھیں تمہارے ترکہ میں حصہ دار بنا دوں گا اور ابو رغال کی قبر کی طرح تمہاری قبر کے رجم کا

(۱) طبقات الشعراء ص ۱۱۲ و ۱۱۳　　(۲) کنز العمال ج ۸ ص ۲۹۰

حکم دوں گا۔ نافع کا بیان ہے کہ اس کے بعد
حضرت غیلان صرف سات دن زندہ رہے

بعینہٖ یہی روایت۔ ابن ابی الحدید، ابن الجوزی اور ابن حجر نے بھی نقل کی ہے (۱)
ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہی سے روایت ہے مگر مال کی تقسیم کا ذکر نہیں (۲)
بیہقی میں طلاق دینے اور مال کو تقسیم کرنے دونوں کا ذکر ہے۔ (۳)

مذکورہ بالا تینوں روایتوں پر غور کرنے سے واقعہ کی ترتیب یوں بنتی ہے۔

"حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت ہے۔ حضرت غیلان بن سلمہ کو محسوس ہوا کہ اب ان کا آخری وقت ہے اور چند دنوں کے مہمان ہیں وہ کسی وجہ سے یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کے ترکہ میں سے ان کی بیویوں کو کچھ ملے۔ چنانچہ انھوں نے بیویوں کو طلاق دے کر غلاموں کو آزاد کر دیا اور مشہور روایت کے مطابق سارا مال اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ اور کتاب الحیوان کے مطابق کعبہ پر وقف کر دیا۔ حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی یا دوسری روایت کے مطابق آپ نے انھیں طلب کیا اور حکم دیا کہ وہ بیویوں سے رجوع کرلیں اور اپنا سارا مال اپنے قبضہ میں لے لیں ورنہ ان کے مرنے کے بعد ان کے ترکہ میں سے بیویوں کا جتنا حق ہوتا ہے وہ انھیں دلائیں گے اور ان کی قبر کو اسی طرح رجم کرنے کا حکم دیں گے جس طرح ابوغال کی قبر کو رجم کیا جاتا ہے حضرت غیلان نے اس دھمکی پر حضرت عمرؓ کے حکم کی تعمیل کی اس کے بعد وہ صرف سات دن زندہ رہے۔

آپ نے دیکھا۔ واقعہ کی یہ تصویر اس تصویر سے کس قدر مختلف بلکہ متضاد ہے جو ڈاکٹر صاحب

---

(۱) شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۲۳۰۔ الاصابۃ ج ۳ ص ۱۹۱۔ تاریخ عمر ص ۱۹۲
(۲) سنن ترمذی کتاب النکاح (۳) سنن بیہقی ج ۸ ص ۱۸۳

نے پیش کی ہے۔ پہلی تصویر میں حضرت غیلان "در کعبہ کی ازسرنو تعمیر یا مرمت" کے لئے اپنا سارا مال وقف کر رہے ہیں، فی سبیل اللہ اپنے لونڈی غلام آزاد کر رہے ہیں۔ اور انفاق میں اعتدال کی حدود سے تجاوز کر رہے ہیں۔ دوسری تصویر میں وہ کسی وجہ سے اپنی بیویوں کو حق وراثت سے محروم کرنے کی غرض سے بیویوں کو طلاق دے رہے ہیں، غلام کو آزاد کر رہے ہیں اور اپنے مال کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کر رہے ہیں یا کعبہ پر وقف کر رہے ہیں۔

(۴۰) جاحظ نے حضرت عمر بن الخطاب اور عمرو بن العاص کی ایک گفتگو نقل کی ہے جس میں بظاہر دونوں نے ایک دوسرے پر سخت تعریض کی ہے۔ اس مکالمہ کا ترجمہ کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے یہ "ملحوظ" لکھا ہے۔

" راقم کم فہم کو اس اثر کے ارد گرد یا اس کے سیاق و سباق تک رسائی نہیں ہو سکی۔ اس لئے کلام کا ٹھیک ٹھیک مفہوم واضح نہیں ہوا۔ ناظرین کرام سے درخواست ہے کہ وہ قابل توجہ خیال کریں تو اس کی تشریح فرمائیں ولہم الاجر" (جولائی ۷۰ء ص ۴۹)

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ میں یہ اثر نقل کیا ہے ساتھ ہی نقیب ابوجعفر یحییٰ بن محمد بن ابی زید کی تشریح بھی ذکر کی ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ "میں نے اس واقعہ کے متعلق ابوجعفر سے سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ "عمرو بن العاص نے عمر بن الخطاب پر اپنی فوقیت ظاہر کی ہے کیونکہ الخطاب کی ماں حبشی تھی نام صہاک تھا۔ لیکن باطحلی کے نام سے مشہور تھی۔" میں نے کہا کہ عمرو بن العاص کی ماں نابغہ بھی تو لونڈی تھی تو ابوجعفر نے جواب دیا کہ ان کی ماں عربی تھی قبیلہ عنزہ سے تعلق تھا۔ کسی جنگ میں گرفتار ہو گئی تھی۔ حبشی لونڈیوں میں جو عیب تھا ظاہر ہے وہ عرب لونڈیوں میں نہیں تھا (۱)

خود ابن ابی الحدید نے یہ تشریح کی ہے کہ حضرت عمرو بن العاص نے ماں پر فخر کیا

(۱) شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۶۲۵

توحضرت عمر بن الخطابؓ نے اسے ناپسند کیا اور ان کے جواب کا مطلب یہ تھا کہ باپ پر فخر کرنا چاہیئے جس سے نسب چلتا ہے۔

ابن ابی الحدید کی روایت میں ایک جملہ کا اضافہ بھی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں

قدم عمرو بن العاص علی عمر وکان والیا لمصر فقال فی کم سرت؟ قال فی عشرین۔ قال عمر: لقد سرت سیر عاشق، فقال عمرو واللہ ما تابطتنی الاماء ولا حملتنی فی غبرات المآلی فقال عمرؓ واللہ ماھو بجواب الکلام الذی سألتک وان الدجاجۃ لتفحص فی الرماد فتضع لغیر الفحل وانما تنسب الی طرقھا فقام عمرو مربد الوجہ۔

ابن ابی الحدید کی روایت اور ابوجعفر سے اس سلسلہ میں ان کی گفتگو میں نے اس لئے نقل کردی ہے کہ تحقیق کا قدم آگے بڑھے۔ خود میں ماخذ کی کمی کی وجہ سے اس اثر کی مکمل تحقیق نہیں کرسکا اس لئے کوئی فیصلہ کن بات کہنا ممکن نہیں۔ اس لئے اثر کی تحقیق کے لئے جن سوالات کا جواب دینا ضروری ہے ان میں سب سے اہم سوال حضرت عمرو بن العاص کی ماں کے متعلق ہے۔ ادب کے مآخذ ان کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں وہ صحیح ہے؟ اس کے بغیر" واللہ ما تابطتنی الخ۔ اور "ان الدجاجۃ الخ" کا صحیح مفہوم واضح نہیں ہوسکتا۔

---

(۳۱) آثار ابوبکرؓ سے متعلق قسط میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایک خطبہ کا ڈاکٹر خالدی صاحب نے جو ترجمہ کیا ہے اس پر تبصرہ گذر چکا ہے۔ تبصرہ میں ڈاکٹر صاحب کی متعدد فروگذاشتوں کی نشاندہی کی گئی تھی مگر ایک فروگذاشت پر نظر نہیں جاسکی وہ یہ ہے۔ "زھدہ اللہ فیما فی یدہ" کا ترجمہ ڈاکٹر صاحب نے " اللہ اسے بخیل بنادے کیا ہے۔ جبکہ زھد فی الشیٔ کے معنی بخل کی بجائے بے رغبتی کے آتے ہیں۔ بقیہ صفحہ ۲۱۸ پر ملاحظہ ہو)